لاک ڈاؤن نے سوچنے کا طریقہ بدل دیا

خواجہ یوسف جمیل

پونچھ، جموں کشمیر

دنیا کے تمام ممالک آئے روز نئے نئے تجربات کر کے یہ باور کروا رہے تھے کہ زمین کے سینے پر حکومت کرنے والے یہی لوگ ہیں اور نت نئے تجربات کر کے ایک ملک باقی ممالک سے سبقت حاصل کرنے میں مصروف تھا۔ دنیا اسی کاروبار میں مصروف تھی کہ اچانک چین کے شہر ووہان سے کرونا وائرس نامی ایک بیماری نے جنم لیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس بیماری نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ہزاروں لوگ اس بیماری سے مر گئے وہیں لاکھوں لوگ اس سے متاثر ہوئے۔ جہاں دنیا کے دیگر ممالک کو اس مہلک بیماری نے اپنی لپیٹ میں لے لیا وہیں ہندوستان بھی اس سے محفوظ نہیں رہ سکا۔ جوں ہی ملک میں اس بیماری نے قدم رکھا تو حکومت کی جانب سے پورے ملک میں لاک ڈاؤن نافذ کر دیا۔ جموں کشمیر کے ضلع پونچھ میں بھی ضلعی انتظامیہ کی جانب سے سختی سے لاک ڈاؤن کو نافذ کیا گیا۔

لاک ڈاؤن کی اس صورتحال کے بعد جب تمام کاروباری ادارے بند ہو گئے دنیا کو گویا کسی نے ایک مٹھی میں سمیٹ لی ہو۔ پورے شہر پر سکوت تاری ہو گیا۔ ضلع پونچھ سرحدی علاقہ ہونے کی وجہ سے اکثر سرخیوں میں رہتا ہے۔ جب سرحدی علاقوں میں فائرنگ شروع ہوتی ہے۔ تو لوگ اپنے آس پاس قریبی گھر دیکھ کر اپنی زندگی کی حفاظت کے لئے گھر میں داخل ہو جاتے تھے۔ اب اس بیماری کے پھیلنے کے بعد لوگ ہزار بار یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ اگر گولیوں سے بچنے کے لئے ہم کسی کے گھر میں داخل ہوں تو نہ جانے کون شخص اس وبائی بیماری سے متاثر ہو اور گولی سے بچنے سے قبل ہی وہ اس بیماری کی لپیٹ میں آ جائیں۔

اس لاک ڈاؤن نے ایک بات ان رئیسوں کو سمجھا دی کہ غریب طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے کھانے کا انتظام کرنے والی کوئی ذات ہے۔ جو لاک ڈاؤن کے ان مشکل ایام میں بھی انکے کھانے پینے کا انتظام کرتی ہے۔ کیونکہ غریب طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ دن میں کمائی کر کے شام کو اپنے بچوں کا پیٹ بھرتے تھے۔ ضلع میں متحرک متعدد غیر سیاسی تنظیمیں مشکل کے اس وقت میں غریب طبقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کی مدد کے لئے آگے آئی ہیں۔ اس دوران سرسید ایجوکیشن مشن نامی تنظیم کی جانب سے ضلع کے مختلف علاقاجات میں جا کر غرباء میں راشن تقسیم کیا۔ اس تنظیم کے چیئرمین ڈاکٹر سرفراز میر کہتے ہیں ’’ہمارا مقصد عوام کی خدمت کرنا ہے۔ جس میں ہم پوری طرح سے مشغول ہیں۔ آج لوگ اپنے گھروں میں قید ہو چکے ہیں۔ اکثر لوگ شہری زندگی کو دیہات کی زندگی پر ترجیح دیتے تھے۔ لیکن لاک ڈاؤن کی اس صورتحال نے شہر میں رہنے والوں کو یہ بات کہنے پر مجبور کر دیا کہ ’’زندگی اگر ہے تو دیہات کی‘‘